تقریر

تقریر بابت امہات المؤمنین
وقت 5-7 منٹ

اُمّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (الاحزاب:60)

ترجمہ: اے نبی! تو اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر جھکا دیا کریں۔ یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں تکلیف نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

مرد و زن دونوں ہوں ہم خیال و ہمرکاب
ازدواجی زندگی ہے کامگار و کامیاب

معزز سامعین! آج میری تقریر میں جس ہستی کا ذکر ہے وہ ہیں اُمّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا دنیا کی اُن چند خوش نصیب خواتین میں شامل ہیں جنہیں خدا کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا اور اُم المومنین کہلائیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ کے یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سردار حیَی بن اخطب کی بیٹی تھیں جس کا شجرۂ نسب حضرت ہارون علیہ السلام تک جاتا ہے اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ آپؓ کا اصل نام زینب تھا۔ والدہ کا نام برّہ بنتِ شموئیل تھا۔ آپؓ کا تعلق ایک امیر وکبیر خاندان سے تھا۔ آپؓ کے پاس اپنے ذاتی استعمال کے لیے ایک سو کے قریب لونڈیاں موجود تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے تقریباً 2 سال بعد میں ہوئی۔

حضرت صفیہؓ کی پہلی شادی غالباً چودہ سال کی عمر میں خیبر کے ایک یہودی سردار سلام بن مشکم سے ہوئی۔ جو طبائع کے اختلاف کی وجہ سے کامیاب نہ ہوئی اور اُس نے آپؓ کو طلاق دے دی۔ پھر آپؓ کی دوسری شادی مدینہ کے دوسرے یہودی قبیلے بنو قریظہ کے ایک یہودی شاعر اور سردار کنانہ بن ابی الحقیق سے جنگ خیبر سے کچھ عرصہ قبل ہی ہوئی تھی۔ آپؓ کی ان دونوں شادیوں سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ 7 ہجری میں جنگِ خیبر ہوئی جس میں آپؓ کے خاوند اور والد مارے گئے۔ اس موقع پر قلعہ قموص کی فتح پر جو عورتیں قید ہوئیں ان میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ فتح خیبر کے وقت آپ کی عمر سترہ برس تھی۔ عرب کے رواج کے مطابق ان قیدیوں کو بھی تقسیم کیا گیا۔ وحیہ کلبیؓ نے ایک لونڈی کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی حضورؐ نے آپ کو انتخاب کی اجازت دی۔ وحیہؓ نے حضرت صفیہؓ کو منتخب کیا۔ اس پر ایک صحابی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ: یارسول اللہ! صفیہؓ بنو قریظہ اور بنو نضیر کی شہزادی ہیں، وہ آپؐ کے علاوہ کسی اور کے لئے مناسب نہیں ہیں۔ اس پر آپؐ نے اس صحابیؓ کی بات کو تسلیم فرمایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت صفیہؓ پیش ہوئیں تو آپؐ نے ان کی تکریم کی اور فرمایا کہ تم اپنے دین پر رہنا چاہو تو تمہیں اس کا پورا اختیار ہے، تم پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں۔ ہاں! اگر اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرو تو اس میں بہر حال تمہاری بھلائی ہے۔ صفیہؓ نے کہا۔ میں آپؐ کو سچا سمجھتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میں سچا ہوں مگر جو میں نے بتایا ہے اس کے پیش نظر فیصلہ تمہارے اختیار میں ہے۔ چنانچہ حضرت صفیہؓ نے اللہ، اس کے رسول اور اسلام کو اختیار کر لیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف انہیں آزاد کر دیا بلکہ انہیں یہ بھی اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو آپؐ کے عقد میں آسکتی ہیں اور اگر چاہتی ہیں تو اپنے خاندان والوں کے پاس بھی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں آنے کو ترجیح دی۔ آپؐ نے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ بار بار اور مسلسل ایسے حالات پیدا ہوتے رہے کہ کوئی نہ کوئی دوسری راہ حضرت صفیہؓ کے سامنے آتی رہی جس کی وجہ سے

آپؐ کا رخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری طرف بھی مڑ سکتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپؐ کی سمت وہی معین کئے رکھی جو اُس کی تقدیر کے تحت آپؐ کو خواب میں بتائی گئی تھی۔

(ماخوذ از ازواج مطہرات و صحابیات کا انسائیکلوپیڈیا صفحہ 213-214)

عرب میں مالِ غنیمت کا جو بہترین حصہ سردار یا بادشاہ کے لیے مخصوص کیا جاتا تھا اُس کو "صفیہ" کہا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص مالِ غنیمت کو "الصفّی" کہا جاتا تھا۔ صفیہ کا ایک اور معنی پاک صاف وجود اور مخلص ساتھی بھی ہے ان معنوں پر بھی حضرت صفیہؓ پوری اترتی تھیں۔ یہ شادی بھی قوم کے مفاد کی خاطر تھی کیونکہ صحابہ کا مشورہ تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی وجہ سے حضرت صفیہؓ کی عزت و احترام و لحاظ یہود خیبر پر ایک احسان ہو گا جو ان کی دشمنی کو کم کرنے کا موجب بن سکتا ہے۔ اس مشورے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کر کے اپنے حرم میں شامل کر لیا اور غلامی سے آزادی کو اُن کا حق مہر قرار دیا جس کو حضرت صفیہؓ نے بخوشی قبول کیا۔

(صحیح مسلم کتاب النکاح)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو عدّت مکمل کرنے تک حضرت اُمِّ سلیمؓ کے سپرد کیا تا کہ عدت مکمل ہونے کے بعد وہ انہیں شادی کے لیے تیار کر دیں۔ خیبر سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سد الصہباء کے مقام پر پڑاؤ کیا اور تین رات یہاں قیام فرمایا۔ اسی جگہ حضرت اُمِّ سلیمؓ نے حضرت صفیہؓ کو دلہن بنا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی۔ مسلم کتاب النکاح)

سامعین کرام! حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اپنے والدین اور اپنی آزادی پر اللہ اور اس کے رسولؐ کو ترجیح دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں آنا پسند فرمایا تو صحابہؓ اس انتظار میں تھے کہ اگر آپؐ حضرت صفیہؓ کو پردہ میں لے آئے تو پھر وہ امہات المؤمنین میں سے ہوں گی اور اگر پردہ نہ کرایا تو پھر کنیز کے طور پر ہوں گی کیونکہ اس زمانہ کے عرب رواج کے مطابق لونڈیوں کو اپنے مالکوں کے کام کاج اور سودا سلف وغیرہ لانے کی مجبوریوں سے گھر سے باہر بھی جانا پڑتا تھا۔ ان کا پردہ نسبتاً نرم اور ہلکا ہوتا تھا جبکہ شریف خاندانوں اور بالخصوص ازواج النبیؐ کا پردہ معیاری و مثالی اور ایک عمدہ نمونہ تھا۔ جس میں چہرہ کے پردہ کا خاص اہتمام بھی شامل تھا۔ لونڈی کے پردہ کا شریف بیبیوں کے پردہ سے فرق کا اشارہ سورۃ احزاب کی مندرجہ بالا آیت ذٰلِكَ أَدْنٰٓى أَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (الاحزاب: 60) میں بھی موجود ہے جس کی تلاوت مَیں اوپر کر آیا ہوں یعنی مومن عورتیں چادر کے گھونگھٹ کا پردہ اختیار کریں جو اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں کوئی ایذا نہ دی جاسکے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونکہ اسیرانِ جنگ میں سے تھیں، انہیں حرم میں شامل کرنے کے لئے کسی الگ اعلانِ نکاح کی ضرورت نہیں تھی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ

"اگر وہ (لونڈیوں) مکاتبت کا مطالبہ نہ کریں تو ان کو بغیر نکاح کے اپنی بیوی بنانا جائز ہے یعنی نکاح کے لئے ان کی لفظی اجازت کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ قیاس آرائیاں کرنے لگے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو محض ایک لونڈی کے طور پر قبول فرمایا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے پردہ کا خاص اہتمام نہیں کروائیں گے اور اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اور اُمّ المؤمنین ہیں تو ان سے دیگر ازواج جیسا مثالی پردہ کروایا جائے گا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ازواج مطہرات جیسا ہی پردہ کروایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فعل اعلانِ نکاح و شادی سمجھا گیا اور صحابہؓ کی تشفی ہو گئی۔"

(ماخوذ از ازواج النبیؐ، حضرت صفیہؓ، صفحہ 187)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر زخم کا ایک نشان تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے آپ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: "یا رسول اللہ! میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ آسمان سے چاند ٹوٹ کر میری گود میں آن گرا ہے جب میں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ بن ابی الحقیق کو سنایا تو اُس نے بڑے زور سے مجھے ایک طمانچہ مارا اور کہا "کیا تم یثرب (مدینہ) کے بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہو؟"

(مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 404 بیروت)

آپؓ نے جو خواب دیکھا تو اس کی تعبیر یوں پوری ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہا پوری کائنات کے سردار کی زوجہ بن گئیں۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خود آپؓ کے حسنِ اسلام کے زیور سے آراستہ ہونے کی تعریف فرماتے تھے۔ مدینہ پہنچ کر جب آنحضورؐ نے حضرت صفیہؓ کو حضرت حارث بن نعمان انصاریؓ کے مکان پر اتارا تو ان کے حسن و جمال کا شہرہ سن کر انصاری عورتیں اور دوسری ازواج مطہراتؓ انہیں دیکھنے آئیں۔ جب دیکھ کر جانے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ "اے عائشہ! تم نے اِن کو کیسا پایا۔" حضرت عائشہؓ نے جواب دیا "یہودیہ ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ نہ کہو۔ وہ مسلمان ہوگئی ہے اور اس کا اسلام اچھا اور بہتر ہے۔"

(مطہر عائلی زندگی صفحہ 81)

حضرت صفیہؓ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور محبت سے جو انقلاب پیدا ہوا اس کا ذکر وہ خود کیا کرتی تھیں کہ
"شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر میرے لیے کوئی قابلِ نفرین وجود نہیں تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی ملاقات میں ہی اتنی محبت اور شفقت کا سلوک میرے ساتھ روا رکھا اور اس قدر اصرار کے ساتھ مجھ سے اظہارِ عذر فرماتے رہے کہ اے صفیہ! تیرا باپ وہ تھا جو تمام عرب کو میرے خلاف کھینچ کر لایا اور اس نے یہ یہ کیا اور بالآخر ہمیں اپنا دفاع کرنے پر مجبور کر دیا اور ہم نے خیبر آکر اُس کی اِن سازشوں کے مقابل پر جوابی کارروائی کی۔ آنحضورؐ نے اس کثرت سے اور اتنی محبت اور شفقت کے ساتھ اس بات کا اعادہ کیا کہ میرا دل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بالکل صاف ہوگیا۔ آپؐ کے ساتھ پہلی مجلس سے ہی جب میں اُٹھی ہوں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھے کوئی اور محبوب نہ تھا۔ آپؐ ہی مجھے سب سے پیارے اور سب سے زیادہ عزیز تھے۔"

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر حسنِ سلوک اور حضرت صفیہؓ سے آپؐ کی دلداری کے متعلق فرماتے ہیں "حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو سلوک تھا اور آپؐ کے اندر جو بے پناہ قوتِ جاذبہ پائی جاتی تھی اس کے نتیجہ میں ایک ہی رات میں حضرت صفیہؓ کی کایا پلٹ گئی اور حضرت رسول کریمؐ کی ذات سے اتنا گہرا عشق ہو گیا کہ پھر کسی پرانے رشتہ دار کا خیال آپؓ کے دل میں نہ آیا۔"

(خطاب جلسہ سالانہ مستورات 27 دسمبر 1983ء)

سامعین! حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اپنی ایک بیوی کے ساتھ جن کا نام صفیہ تھا شام کے وقت گزر رہے تھے کہ دو آدمی سامنے سے آرہے ہیں اور آپ کو کسی وجہ سے شبہ ہوا کہ ان کے دل میں شاید یہ خیال پیدا ہو کہ میرے ساتھ کوئی اور عورت ہے ان کی بیوی کا چہرہ ننگا کر دیا کہ دیکھ لو یہ صفیہ ہے۔ اگر منہ کھلا رکھنے کا حکم ہوتا تو اس قسم کا خطرہ کا کوئی احتمال نہیں ہو سکتا تھا۔

(بحوالہ اوڑھنی والیوں کے لئے پھول جلد اول صفحہ 202)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"بخاری کی ایک اور حدیث حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ عسفان سے واپسی کے وقت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اونٹنی پر حضرت صفیہؓ بیٹھی ہوئی تھیں۔ اونٹنی کے ٹھوکر کھانے کی وجہ سے دونوں گر پڑے اور ابو طلحہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دینے کے لئے لپکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کا خیال کرو۔ یعنی مجھے چھوڑو۔ میرا احترام اور عزت اپنی جگہ مگر جہاں حادثے ہوں وہاں سب سے پہلے عورت کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس سے ایک تو یہ پتہ چلتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں صنفِ نازک کا کتنا خیال تھا۔ سب سے دنیا کی مقدس سب سے معزز ہستی خود وہ تھے اور تبھی خیال گزرتا ہے کہ اگر بچانا ہے تو سب سے پہلے آپؐ کو بچایا جائے لیکن وہ جو بے اختیار بچانے کے لئے آپؐ کی طرف دوڑا ہے اس کو کہا عورت کا خیال کرو عورت کا خیال کرو اور حضرت ابو طلحہؓ نے خیال کیسے رکھا؟ احادیث میں یہ آتا ہے کہ آپؓ نے اپنے چہرے پر پردہ ڈالا اور حضرت صفیہؓ پر چادر پھینکی اور جب ان کا جسم سنبھل گیا اور پردے میں آگیا تب ان کی مدد کی کہ وہ اٹھیں اور محفوظ جگہ پر پہنچیں۔"

(مستورات سے خطابات، خطاب 8 ستمبر 1995ء، صفحہ 438-439)

ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے کہ اونٹ کا پاؤں پھسلا اور آپ دونوں گر پڑے۔ حضرت ابو طلحہؓ فوراً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے آپؐ نے فرمایا: عَلَیْكَ بِالْمَرْاَۃِ کہ پہلے عورت کا خیال کرو۔

اسی طرح جب جنگ خیبر سے واپسی کا وقت آیا تو صحابہؓ نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر حضرت صفیہؓ کے لئے خود جگہ بنا رہے ہیں۔ وہ عباجو آپؐ نے زیب تن کر رکھی تھی اُتاری اور اُسے تہہ کر کے اونٹ کی کوہان پر حضرت صفیہؓ کے بیٹھنے کی جگہ پر بچھادی۔ پھر ان کو سوار کراتے وقت اپنا گھٹنا ان کے آگے جھکا دیا اور فرمایا، اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر حدیث نمبر 4211)

اسی طرح آپؓ بیان فرماتی ہیں کہ خیبر سے ہم رات کے وقت چلے تو آپؐ نے مجھے اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیا۔ مجھے اونگھ آگئی اور سر پالان کی لکڑی سے جا ٹکرایا۔ حضورؐ نے بڑے پیار سے اپنا دست شفقت میرے سر پر رکھ دیا اور فرمانے لگے: اے لڑکی! اے حیی کی بیٹی! ذرا احتیاط کرو اور ذرا اپنا خیال رکھو۔

(مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 574 بیروت)

ان احادیث سے ہمیں پردے کی اہمیت اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواتین سے حسن سلوک کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔

تمام ازواج مطہراتؓ کو آنحضورؐ مثالی محبت تھی ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت صفیہؓ انتہائی حسرت کے ساتھ بولیں کہ "کاش! آپؐ کی بجائے میں بیمار ہوتی" آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویوں نے اس اظہار محبت پر جب تعجب کیا تو آپؐ نے فرمایا:

"دکھاوا نہیں ہے بلکہ سچ کہہ رہی ہیں"۔ اللہ تعالیٰ کے اس پیارے نبی شہنشاہ دوجہاں تاج مرسلین کے گھر کا نمونہ ہماری خواتین کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ کس قدر سادہ ہے۔ تکلف و تصنع نام کی کوئی چیز نہیں۔ نہایت صبر و شکر کے ساتھ آپ تمام ازواج مطہرات نے محض اور محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ان کی اتباع اور پیروی میں زندگی گزاری۔

(بحوالہ کتاب 'لباس' از حنیف احمد محمود صفحہ 69 سن اشاعت 2003ء)

سامعین! حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا میں بہت سے محاسنِ اخلاق جمع تھے، اسد الغابہ میں ہے: كَانَتْ عَاقِلَةً مِنْ عقلاء النساء۔ ترجمہ: وہ نہایت عاقلہ تھیں۔ زرقانی میں ہے: كَانَتْ صَفِيَّةُ عَاقِلَةٌ حَلِيمَةٌ فَاضِلَةٌ۔ یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا عاقل، فاضل اور حلیم تھیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ایک لونڈی نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ امّ المؤمنین میں ابھی تک یہودیت کے کچھ اثرات باقی ہیں۔ کیونکہ وہ اب بھی ہفتہ کے دن کو اچھا سمجھتی ہیں جیسا کہ یہودی اس دن کی تعظیم کرتے ہیں اور یہودیوں سے دلی لگاؤ بھی رکھتی ہیں۔ چونکہ بات آپ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کہہ رہی تھی اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے خود امّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس چل کر آئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "جب سے اللہ نے مجھے ہفتہ کے دن کے بدلے جمعہ کا دن عنایت فرمایا تو ہفتہ کے دن کی محبت میرے دل سے نکل گئی ہے باقی چونکہ یہودی میرے قریبی رشتہ دار ہیں تو مجھے صلہ رحمی کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کے جواب سے مطمئن ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہا کی حق گوئی کو سراہا۔ اس کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس لونڈی کو بلا کر پوچھا: "تو نے امیر المؤمنین کے پاس جا کر میری بے جا شکایت کیوں کی؟ کس چیز نے تجھے اس الزام تراشی پر آمادہ کیا؟" لونڈی نے کہا: "مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا" حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس کے شیطانی وسوسے والے عذر کو قبول فرماتے ہوئے کہا: "جا! میں نے تجھے راہِ خدا میں آزاد کیا۔"

(الصابۃ جلد 7 صفحہ 741)

یہ آپؓ کا حلم تھا کہ ایک لونڈی جس نے آپؓ کی شکایت کی تھی آپؓ نے اس کو معاف کر کے اس کے ساتھ حسنِ سلوک کا نمونہ پیش کیا۔

اسی طرح خلافت عثمانی کا زمانہ جہاں مسلمانوں کے لیے باعثِ رحمت تھا وہاں پر باعثِ آزمائش بھی تھا۔ مدینہ طیبہ کے اندر فسادی بلوائیوں نے 35 ہجری میں حضرت عثمان ذوالنّورین رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا گیا تو ان کو بہت سخت رنج ہوا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے ایک غلام کو ساتھ لیا اور اپنے خچر پر سوار ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کی طرف روانہ ہوئیں۔ اشتر نخعی نے ان کے غلام کو دیکھ کر پہچان لیا اور آگے بڑھ کر خچر کو مارنا شروع کر دیا چونکہ حالات بگڑے ہوئے تھے اور اشتر نخعی کے مقابلے میں مزید پیش قدمی ممکن نہیں تھی، اس لئے آپ رضی اللہ عنہا نے حالات کے پیش نظر واپسی کا فیصلہ فرمایا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کھانا بھیجا۔ (طبقات الکبریٰ جلد 8 صفحہ 127)

سامعین کرام! اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سے بہت محبت تھی لیکن بعض اوقات تربیت کی خاطر آنحضورؐ انہیں بھی تنبیہ فرمانا ضروری سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت صفیہؓ کو اپنی چھوٹی انگلی دکھا کر اُن کے پست قد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چھوٹے قد کا طعنہ دیا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپؐ نے بہت سرزنش کی اور فرمایا

"یہ ایسا سخت کلمہ تم نے کہا ہے کہ تلخ سمندر کے پانی میں بھی اس کو ملا دیا جائے تو وہ اور کڑوا اور کسیلا ہو جائے گا۔"

(ابو داؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ)

حضرت صفیہؓ نے جتنی زندگی بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاری ہمیشہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کا بہت خیال رکھا۔ آنحضورؐ جب اعتکاف بیٹھتے تو آپؓ اپنے ہاتھوں سے کھانا تیار کرتی تھیں اور حضورؐ کو دینے جاتیں۔ آپؓ کھانا بہت اچھا بناتی تھیں اور اس کا اعتراف حضرت عائشہؓ بھی کیا کرتی تھیں کہ

"میں نے کوئی عورت صفیہ سے اچھا کھانا پکانے والی نہیں دیکھی۔"

(مطہر عائلی زندگی صفحہ 85)

حضرت عائشہؓ ہی بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے میری باری میں کچھ کھانا بنا کر بھیج دیا۔ مجھے غیرت آگئی اور مَیں نے کھانے کا برتن زمین پر پٹخ کر توڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا لانے والے لڑکے انس سے صرف اتنا فرمایا کہ تمہاری ماں کو غیرت آگئی ہے اور پھر اُس ٹوٹے پیالے کے ٹکڑے خود اکٹھے کرنے لگے بعد میں خود ندامت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مَیں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میری اس غلطی کا کفارہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا برتن کے بدلے برتن اور کھانے کے بدلے کھانا۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب الغیرۃ)

سامعین! حضرت صفیہؓ سردار کی بیٹی تھیں اور ناز و نعم والے ماحول کی عادی تھیں۔ اس کے برعکس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رہن سہن انتہائی سادہ تھا۔ لیکن یہ آپؓ کی طبیعت کا حسن تھا کہ آپ نے آنحضرتؐ کے ساتھ ایسی ہی طرز زندگی اپنائی جو قرآن کریم کے احکام اور آنحضورؐ کی توقعات کے عین مطابق تھی۔ ایک وقت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک (زوجہ مطہرہ) کے پاس صرف ایک (جوڑا) کپڑے کے علاوہ اور کپڑا نہیں ہوتا تھا۔ ازواج مطہراتؓ دنیوی زخارف اور نعماء کی طرف توجہ نہیں دیتی تھیں۔ ان کو ہر بات میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی مدنظر ہوتی تھی۔

حضرت صفیہؓ چونکہ سردار کی بیٹی تھیں اس لئے طبیعت میں فیاضی تھی۔ امّ المؤمنین بن کر مدینہ تشریف لائیں تو آپؓ کے کانوں میں سونے کے کچھ زیورات تھے۔ آپؓ نے اس میں سے کچھ حضرت فاطمہؓ کو دے دیئے اور کچھ دوسری عورتوں میں تقسیم کر دیئے۔ آپؓ علمی خصوصیات کا بھی مخزن تھیں۔ لوگ آپؓ سے مسائل پوچھتے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سختی سے پابندی کرتیں۔ نہایت قانع، فیاض اور عبادت گزار تھیں۔ یتامیٰ کی کفالت کرتی تھیں۔ زہد و تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کی۔

سامعین! حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیش قیمت صحبت میں تین سال کا عرصہ گزارا۔ آپؓ کی وفات رمضان 50 ہجری میں حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ہوئی۔ وفات کے وقت آپؓ کی عمر ساٹھ سال تھی۔ آپؓ کی تدفین بھی جنت البقیع میں ہی ہوئی۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿